جہات

افکار، خیالات، عقائد، زبان، رنگ، نسل، طرزِ لباس اور طرزِ اظہار، اختلاف کہاں نہیں ہے بلکہ قرآن کریم میں تو اختلاف کو آیات اللہ میں شمار کیا گیا ہے۔

وَمِنْ آيَاتِهِ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافُ اَلْسِنَتِكُمْ وَاَلْوَانِكُمْ ط
اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰيَاتٍ لِّلْعَالِمِيْنَ ۔ (الروم: ۲۲)

ترجمہ: اور اس کی نشانیوں میں سے آسمانوں اور زمین کا بنانا اور تمہاری زبانوں اور رنگتوں کا مختلف ہونا ہے۔ بیشک اس میں بھی علم والوں کے لیے نشانیاں ہیں۔

معلوم ہوا کہ اختلاف ہونا ایک فطری امر ہے۔ اگر دو انسانوں کی صورتیں بدن کے نقش و نگار اور انگوٹھے کے نشانات یکساں نہیں ہو سکتے تو پھر دو آدمیوں کے نظریات یکساں کیسے ہو سکتے ہیں چنانچہ اختلاف شرائع میں ہوا ہے، مناہج میں ہوا ہے۔ فلسفیوں اور سائنسدانوں کے نظریات میں ہوا ہے اور ہوتا رہے گا۔ اسی اختلاف کی بدولت تمدن ارتقاء پذیر ہوتا ہے اور نت نئی ایجادات و جدید خیالات و نظریات پیدا ہوتے اور پروان چڑھتے ہیں۔ اسی لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اختلاف امتی رحمة

(میری امت کا اختلاف رحمت ہے۔)

ایسے بہت سارے مسائل آپ کو ملیں گے جن کے بارے میں صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے درمیان اختلاف تھا مثلاً سماعِ موتیٰ کا مسئلہ، معراج جسمانی و منامی کا مسئلہ۔ رویت باری تعالیٰ کا مسئلہ وغیرہ وغیرہ۔

اسی طرح فقہاء اور محدثین کے درمیان ہزاروں مسائل میں اختلاف ہوا ہے۔ خود امام ابو حنیفہؒ کی رائے کچھ اور ہوتی ہے اور ان کے شاگرد امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کی رائے کچھ اور۔ امام ابو حنیفہؒ

قرات خلف الامام کے مخالف ہیں امام شافعیؒ اسے ضروری قرار دیتے ہیں۔ محدثین میں سے بعض محدث کسی روایت کو لائق ترجیح قرار دیتے ہیں اور بعض اسے رد کر دیتے ہیں۔

صوفیہ کے طرق اور سلاسل کا جائزہ لیں تو آپ کو وہاں بھی اختلاف نظر آئے گا۔ قادری اور چشتی اکابر ذکر جہری کے قائل ہیں جبکہ نقشبندی مشائخ ذکر خفی کی تاکید فرماتے ہیں:

ان اختلافات کی حیثیت وہی ہے کہ:

عبارا تنا شتی وحسنک واحد

وکل الی ذاک الجمال یشیر

یعنی صداقت ایک ہی ہوتی ہے البتہ اختلاف تعبیرات میں ہوتا ہے مختصر یہ کہ اختلاف کا ہونا فطری بھی ہے اور باعث رحمت بھی۔

لیکن اگر یہ نظریاتی اختلاف ذاتی مخاصمت اور عناد کی شکل اختیار کرے۔

یا

علمی و نظریاتی اختلاف خواص کی سطح سے اتر کر عوام میں آجائے اور دقیق کلامی و علمی مسائل کے بارے میں عوام الناس کے مجمع میں جدل و مناظرہ ہونے لگے۔

یا

مسلکی و علمی اختلاف مفادات کے حصول کا ذریعہ بن جائے تو یہی اختلاف مخالفت اور عناد کی شکل اختیار کر کے قوموں کی تباہی کا باعث بن جاتا ہے۔ مختلف مسائل میں امام ابو حنیفہؒ اور امام شافعیؒ کے درمیان اختلاف ہونے کے باوجود جب امام شافعیؒ امام ابو حنیفہؒ کے مزار پر تشریف لے گئے اور امام شافعیؒ کو اپنے بہت سارے شاگردوں کے ہمراہ امام ابو حنیفہ کے مزار کے احاطے میں نماز پڑھنا پڑی تو امام صاحب نے رفع یدین کیا نہ قنوت نازلہ پڑھی اس پر ان کے شاگردوں نے دریافت کیا کہ "امام! کیا آپ نے اپنے مسلک سے رجوع کر لیا ہے"؟ امام شافعیؒ کا جواب تھا:

"نہیں! میں اپنے مسلک پر قائم ہوں البتہ میں نے صاحب مزار (امام ابو حنیفہؒ) سے شرم کی ہے کہ ان کے قریب کھڑے ہو کر ان کے مسلک کے خلاف عمل کیسے کروں"۔

ایک طرف یہ بے نفسی اور عالی ظرفی ملاحظہ فرمائیے اور دوسری طرف یہ بھی دیکھئے کہ یہی حنفی وشافعی اختلاف جب اہل علم کی سطح سے اتر کر عوام میں آگیا۔ اور مسلکی اختلاف نے گروہی مفادات اور فرقہ پرستی کا روپ اختیار کر لیا تو پھر وہ آفت آئی کہ توبہ بھلی۔

"تاتاری فوج بغداد کے دروازے پر کھڑی تھی اور شہر میں شافعی حنفیوں کے اور حنفی شافعیوں کے محلے جلا رہے تھے۔ اور شہر کی شاہراہوں پر شیعوں اور سُنّیوں کے درمیان مناظرے کا بازار گرم تھا۔ پھر تاتاری شہر بغداد میں داخل ہوگئے۔ چالیس دنوں میں سولہ لاکھ مسلمان قتل ہوئے۔ لاکھوں بچے یتیم اور عورتیں بیوہ ہوئیں مسجدیں تاراج اور خانقاہیں مسمار کر دی گئیں۔ حنفی وشافعی سنی وشیعہ اکابر کے سر قلم کر کے شہر پناہ کے دروازے پر لٹکا دیے گئے۔ اس لیے کہ الکفر ملۃ واحدۃ کفر جب بھی آئے گا اسے تو جدھر جدھر سے اسلام کی خوشبو ملے گی۔ اس اس جگہ کو تاراج کرے گا۔ یہی حال سمرقند و بخارا ترکستان و تاجکستان کا ہوا کہ شہر پناہ کی دیواروں تلے کمیونسٹ افواج کھڑی تھیں اور شہر میں اس مسئلہ پر مناظرے ہو رہے تھے کہ کوا کھانا حلال ہے یا حرام۔ مونچھوں میں سے پکے ہوئے بالوں کو چننا جائز ہے یا ناجائز؟ پھر جو کچھ ہوا۔ وہ سب کو معلوم ہے۔ آج وہی مسجدیں جہاں اس قسم کے مناظرے ہوتے تھے کلب گھر اور ڈانس گھر بن چکی ہیں۔

یاشب کو دیکھتے تھے کہ ہر گوشۂ بساط
دامان باغبان و کف گلفروش ہے
لطف خرام ساقی و ذوق صدائے چنگ
یہ جنت نگاہ وہ فردوس گوش ہے
یا صبح دم جو دیکھئے آکر تو بزم میں
نے وہ سرور و شور نہ جوش و خروش ہے
داغ فراق صحبت شب کی جلی ہوئی
ایک شمع رہ گئی ہے سو وہ بھی خموش ہے"

یہ ایک عجیب بات ہے کہ ٹھیک سات سو برس بعد آج تاریخ خود کو دہرا رہی ہے۔ آج وہی تاتاری قوم طور رخم پر آکر بیٹھی ہوئی ہے۔ پاکستان کے مشرقی افق پر جنگ کے بادل منڈلا رہے ہیں بھارت میں مسلمان بھیڑ بکریوں کی طرح ذبح کئے جا رہے ہیں اور پاکستان میں مسلمان یا رسول اللہ اور محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے مسئلہ پر لڑ رہے ہیں۔ ایک گروہ دوسرے کو کافر و مشرک قرار دینے میں مصروف ہے۔ محمود غزنوی نے تو سومنات کا مندر فتح کیا تھا یہاں کے مسلمان فی الحال مساجد فتح کر کے ان پر جھنڈے لہرا رہے ہیں۔ نیم خواندہ عوام کو ایمان باللہ۔ ایمان بالرسول۔ ایمان بالآخرۃ۔ عمل صالح۔ معاملات کی صفائی۔ اخلاق حسنہ۔ عبادات۔ طہارت۔ جہاد کا درس دیا جاتا ہے۔ اور نہ منہیات سے باز رہنے کی تلقین کی جاتی ہے بلکہ امکان کذب۔ امکان نظیر۔ نور و بشر۔ حاضر و ناظر علم غیب کے مباحث نہیں سنائے جاتے ہیں پھر ان مسائل کو اساس بنا کر ایک فرقہ دوسرے فرقے کو کافر و مشرک قرار دیتا ہے۔ کہاں نبی الرحمۃ صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ اسوۂ حسنہ کہ ابوجہل کے بیٹے عکرمہ کا۔

مرحبا بالراکب المہاجر

کہہ کر استقبال فرمائیں اور کہاں یہ کہ جو شخص فلاں فرقے کے آدمی کو سلام کر دے یا مسکرا کر اس کے سلام کا جواب دیدے وہ کافر ہو جائے گا اور اس کی بیوی پر طلاق پڑ جائے گی۔ اپنی مناجات میں حالی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کا ان الفاظ میں تذکرہ کیا ہے:

اے چشمۂ رحمت بابی انت دامی
دنیا پہ ترا لطف سدا عام رہا ہے
جس قوم نے گھر اور وطن تجھ سے چھڑایا
جب تو نے کیا نیک سلوک ان سے کیا ہے
صدمہ در دنداں کو ترے جن سے کہ پہنچا
کی ان کے لیے تو نے بھلائی کی دعا ہے
کی تو نے خطا عفو ہے ان کینہ کشوں کی
کھانے میں جنہوں نے کہ تجھے زہر دیا ہے

سو بار ترا دیکھ کے عفو اور ترحم
ہر باغی و سرکش کا سر آخر کو جھکا ہے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خلق عظیم کے مقابلے میں حالی ہی کی تیار کردہ ایک تصویر آپ کے موجودہ نائبین کی بھی دیکھتے چلئے۔

بڑھے جس سے نفرت وہ تقریر کرنی
جگر جس سے شق ہوں وہ تحریر کرنی
گنہ گار بندوں کی تحقیر کرنی
مسلمان بھائی کی تکفیر کرنی
اگر اعتراض اس کی نکلا زبان سے
تو آنا سلامت ہے دشوار واں سے
کبھی وہ گلے کی رگیں ہیں پھلاتے
کبھی جھاگ پر جھاگ ہیں منہ پہ لاتے
کبھی خوک اور سگ ہیں اسکو بتاتے
کبھی مارنے کو عصا ہیں اٹھاتے
ستوں چشم بد دور ہیں آپ دیں کے
نمونہ ہیں خلق رسولؐ امیں کے

فرقہ پرستی کے باعث علماء جس طرح آج ذلیل و رسوا ہو رہے ہیں شاید آج سے پہلے کبھی نہ ہوئے تھے۔ اب تو یہ وبا بادشاہی مسجد لاہور سے نکل کر یورپ میں بھی پہنچ گئی ہے۔ اخبارات کی خبر ہے کہ لندن کی ایک مسجد میں دوران نماز ایک فرقے کے مصلیوں پر دوسرے فرقے کے لوگوں نے حملہ کر دیا آخر کار حکومت نے مسجد پر تالا ڈال دیا، ادھر چند سالوں میں یورپ میں اسلام بہت تیزی سے پھیل رہا تھا اور یورپ کی جدید نسل ہر طرف سے مایوس ہو کر اسلام کی آغوش میں پناہ لے رہی تھی۔ ہمارا خیال ہے کہ ان علمائے سوء کی فتنہ سامانیوں کے باعث (خدانخواستہ) مغرب میں بھی اشاعت اسلام متاثر ہوگی۔

اس سلسلے میں ملت کے ضمیر کو بیدار ہونا چاہیے۔ پاکستان مسلمانان برصغیر کی واحد اور آخری پناہ گاہ ہے۔ اس کے بعد ساحل سمندر کے سوا کچھ نہیں۔ سوال یہ ہے کہ کیا اس ملک کے اتحاد اور سالمیت کو کسی "مولوی" کی ہوس امامت پر قربان کر دیا جائے کہ وہ مسجد کے تقدس کو پامال کرے، مسلمانوں کے ہاتھوں مسلمانوں کا خون بہے اور اس طرح اندرون ملک و بیرون ملک دین اسلام کی بے حرمتی ہو؟

اس محاذ آرائی اور فرقہ بندی کی دسیسہ کاری کو روکنا کسی ایک فرد یا محض حکومت کے بس کی بات نہیں۔ اس کے لیے تو پوری قوم کو جذبۂ اخوت سے سرشار ہو کر اٹھ کھڑے ہونا ہوگا تب جا کر اس فتنے کا انسداد ہو سکے گا۔ ورنہ یاد رکھیے کہ یہ شعلہ جوالہ ہمارے دینی حمیت و اخوت اور ملکی اتحاد و سالمیت کے خرمن کو خاکستر کر سکتا ہے۔ (العیاذ باللہ)

سیّد محمد متین ہاشمی